السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا کوئی سید اپنی بیٹی کی شادی غیر سید سے کرسکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایسا واقعہ ہے؟ اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر جس طرح ہندوؤں میں ذات پات کا تصور ہے تو ہم میں اور ان میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سیدہ ہاشمیہ لڑکی کا نکاح کسی بھی مسلمان سے بلاشک وشبہ درست ہے کیونکہ ترجیح اور برتری کی بنیاد نسلی امتیازات اور خاندانی حسب ونسب، جاہ وجلال، مال وزر، ذات وبرادری وغیرہ کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ یہ تقویٰ، پرہیزگاری، خوف خدا وغیرہ جیسی صفات عالیہ پر موقوف ہے، جیسا کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس بات کی وضاحت اچھی طرح فرمادی تھی۔ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو کسی گورے پر، سفید کو سیاہ پر کوئی برتری نہیں۔ ہر مسلمان کی حرمت برابر ومقدس ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾... الحجرات

''اے لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تم سب کو مختلف قومیں اور قبیلے اس لئے بنایا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے''

یعنی ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کی بنا پر تم سب برابر ہو لہٰذا کسی بھی فرد کا اپنے حسب ونسب پر فخر کرنا اور دوسرے کو حقیر وذلیل سمجھنا جہالت وبے وقوفی اور نادانی ہے۔ اگرچہ باعتبار اصل تم سب ایک اور یکساں ہو لیکن تمہارا مختلف خاندانوں، قبیلوں اور قوموں میں منقسم ہونا ایک فطری امر تھا۔ اس لئے ہم نے تمہاری تقسیم کردی مگر اس تقسیم کا مقصد برتری اور کمتری نہیں۔ عزت اور ذلت کا معیار قائم کرنا نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کی پہچان اور معرفت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی ایک و دوسرے پر خاندانی حسب ونسب اور نسلی امتیازات کی وجہ سے کوئی ترجیح نہیں بلکہ یہ ترجیح، تقویٰ، پرہیزگاری پر موقوف ہے لہٰذا سید اور غیر سید یکساں اور اولاد آدم سے ہی ہیں۔

(۲) ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ... ﴿١٠﴾... الحجرات

''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں'' (حجرات: ۱۰)

(۳) سورۂ نساء میں فرمایا:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ... ﴿٣﴾... النساء

''پس جو عورتیں تم کو اچھی لگیں ان سے نکاح کرلو'' (الآیہ)

(۴) اللہ تعالیٰ نے حرام عورتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ... ﴿٢٤﴾... النساء

''ان مذکورہ حرام رشتوں کے علاوہ اور عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں'' (الآیہ)

یہ چاروں آیاتِ مقدسہ اس بات کی دلیل ہیں کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور مسلم معاشرے کے یکساں فرد اور معزز ارکان ہیں۔ یعنی سید اور غیر سید سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کا کفو ہیں پس ایک سیدہ لڑکی کا نکاح غیر سید مسلم شخص کے ساتھ جائز ہے اس کی متعدد مثالیں تاریخ اسلام میں موجود ہیں:

۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی زینب بنت حجش کا نکاح زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیا تھا جو کا ذکر سورۂ احزاب میں موجود ہے حالانکہ زید غلام تھے اور بی بی زینب قریشی کاندان سے

تعلق رکھتی تھیں۔

۲) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا نکاح فاطمہ بنت قیس القرشیہ سے ہوا۔

۳) سیدبلال حبشی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عبدالرحمن بن عوف کی بہن سے ہوا۔ سیدنا بلال حبشی غلام تھے جن کو سیدنا ابوبکر صدیق نے آزاد کیا تھا اور عبدالرحمن بن عوف قبیلہ قریش کے سربرآوردہ اور مشہور و معروف تاجر اور رئیس اور عشرہ بشرہ کے رکن رکین تھے۔

۴) نبی کریم نے قبیلہ بنوبیاضہ کو ابوہند کے ساتھ مناکحت (رشتہ لینا دینا) کا حکم دیا تھا اور ابوہند حجام تھا۔

۵) ابوحذیفہ بن عتبہ ربیعہ بدری نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربعیہ کا نکاح، سیدنا سالم رضی اللہ عنہ جوایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، کے ساتھ کردیا۔ (الروضہ الندیہ ۷۲)

۶) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی اُم کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ اس نکاح کا ذکر شیعہ سنی ہر دو کی معتبر کتب میں موجود ہے۔

۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں بیٹیوں سیدہ رقیہ، سیدہ اُم کلثوم کا نکاح یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان سے کیا تھا جبکہ آپ ہاشمی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اموی تھے۔

۸) سیدنا علی بن حسین جو زین العابدین کے نام سے معروف ہیں کا نکاح شہربانو بنت یزدجرد بن شہریار سے ہوا۔ (الروضہ الندیہ ۲/۹)

اس کے علاوہ بے شمار عملی ثبوت موجود ہیں کہ امویوں کے رشتے ہاشمیوں سے ہاشمیوں کے اُمویوں سے ہوئے۔ قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ:

"وَقَدْ جَزَمَ بِأَنَّ اعْتِبَارَ الْكَفَاءَةِ مُخْتَصٌّ بِالدِّينِ مَالِكٌ وَنُقِلَ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَمِنْ التَّابِعِينَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْله تَعَالَى: {إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ} [الحجرات: 13]"

قدجزم بان اعتبار الکفاءۃ مختص بالدین مالک ونقل عن عمر وابن مسعود ومن التابعین عن محمد بن سیرن وعمر بن عبدالعزیز ویدل علیہ قولہ تعالی **(ان اکرمکم عند اللہ اتقکم)** (نیل الاوطار ۲/۱۴۶)

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفو کا اعتبار دین کے ساتھ خاص ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے اور تابعین میں سے محمد بن سیرین اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: بی اس پر دلالت کرتا ہے۔ امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے'' (فقہ السنہ ۲/۱۲۸)

لہٰذا کتاب وسنت کی رو سے نکاح میں کفو کے لئے صرف دین کی شرط ہے اور دین کے باقی چیزوں کی حیثیت ثانوی ہے۔ ہمارے ملک میں جو یہ بات رائج اور معروف ہے کہ اپنی برادری کے علاوہ کسی دوسری برادری میں رشتہ نہیں کرنا چاہیے سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے اور ذات پات کی یہ قیود اور حد بندیاں ہندوؤں سے اخذ کی ہوئی ہیں جس کی کوئی حیثیت نہیں یہ ساری باتیں قرآن وسنت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اوران کا حل

ج1

محدث فتویٰ